احکام و مسائل ...... عشرہ ذی الحجہ

سید عبدالحلیم شاہ صاحب
مدرس جامعہ سلفیہ

الحمد لله و الصلاة و السلام علی رسول الله وعلی آله الطیبین الطاهرین وعلی اصحابه ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین وبعد:

یہ دن رلت اللہ رب العزت ہی کے پیدا کیئے ہوئے ہیں اور انسان یہ سب اللہ ہی کی مخلوق ہے۔مگر بعض انسانوں کو انسانوں پر فوقیت اور منزلت عطا فرمائی ہے اور اسی طرح دنوں میں سے کچھ دنوں کو اور راتوں میں سے بعض راتوں کو فوقیت عطاء فرمائی اور پھر ان میں اللہ ذوالجلال والاکرام کی اطاعت اور عبادت گزاری کو بھی اجر اور ثواب سے نوازا ہے تو یہ اس مالک وخالق ہی کا کمال ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے بچا کر اپنی جنت کی طرف لیجانا چاہتا ہے۔اور اللہ کے ہاں اجروثواب کے حصول کیلئے اسباب و اوقات ہیں جنہیں وہ امت محمدیہ کیلئے مہیا کرتا رہتا ہے اور ان سے امت محمدیہ کے لوگ کما حقہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی رضاء و خوشنودی اور تقرب کے حصول کیلئے تیار رہتی ہے۔

اسی ضمن میں اللہ رب العزت کے یہ عشرہ ذی الحجہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔تو یہ مضمون ترجمان الحدیث الجامعہ السلفیہ کے حوالہ سے لکھا جارہا ہے اللہ سے دعا ہے کہ صحیح صحیح لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب سے پہلے عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت کے متعلق ذکر کیا جائیگا اور باقی مسائل بالترتیب ذکر کئے جائیں گے۔ان شاءاللہ۔

> جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے بچا کر اپنی جنت کی طرف لیجانا چاہتا ہے۔اور اللہ کے ہاں اجروثواب کے حصول کیلئے اسباب و اوقات ہیں جنہیں وہ امت محمدیہ کیلئے مہیا کرتا رہتا ہے اور ان سے امت محمدیہ کے لوگ کما حقہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کی رضاء و خوشنودی اور تقرب کے حصول کیلئے تیار رہتی ہے

ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت:

یہ دن اس قدر عظیم ہیں کہ اللہ ذوالجلال والاکرام خود ان کی اپنی مقدس کتاب قرآن پاک میں قسم اٹھاتے ہیں۔(سورہ الفجر) کے اندر اللہ احکم الحاکمین فرماتے ہیں:

و الفجر ولیال عشر

قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔

ابن عباس ابن زبیر اور مجاہد اور کئی ایک سلف اور خلف اس سے مراد عشرہ ذی الحجہ لیتے ہیں اور صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مرفوعا روایت ہے۔کہ (ما من ایام العمل الصالح احب الی الله فیهن من هذه الایام ، یعنی عشره ذی الحجة (تفسیر ابن کثر ۵۳۵/۴ وصحیح بخاری مع الفتح ۲ /۵۸۹)

بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ کا ان دس دنوں کی قسم کھانا ان کی شان و عظمت پر دلالت ہے۔اور یہ دس دن حج کے مہینوں کے آخری دن ہیں اللہ ذوالجلال والاکرام فرماتے ہیں:

الحج اشهر معلومات

یعنی حج کے مہینے معلوم ہیں۔

حافظ ابن رجب نے لکھا ہے کہ دس دنوں کے فضائل میں ایک بات یہ بھی ہے کہ یہ معلوم مہینوں کا آخری حصہ ہے۔معلوم مہینے، وہ شوال، ذوالقعدہ، اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں۔

لطائف المعارف لما مواسم العام من وظائف للحافظ ابن

رجب الحنبلی۔

احادیث میں اِن دنوں کی فضیلت:

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ: ما من ایام العمل الصالح فیها أحب إلی الله عز وجل من هذه الایام یعنی ایام العشر قالوا یا رسول الله ولا الجهاد فی سبیل الله قال ولا الجهاد فی سبیل الله الا رجل خرج بنفسه وماله ثم لم یرجع من ذالک شیئی (سنن ابی دائود،تحقیق محمد عبدالعزیز الخالدی ۲/ ۱۹۵)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں (یعنی عشرہ ذی الحجہ) میں پسند ہے اتنا کسی دن میں پسند نہیں۔سوال کیا گیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں الا یہ کہ کوئی شخص اللہ کی راہ میں جان و مال کے ساتھ شہید ہو جائے (یعنی کوئی چیز واپس نہ آئے)۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جہاد جیسا عظیم عمل بھی ان دس دنوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا الا کہ وہ مجاہد جو بذات خود اللہ کی راہ میں اپنے مال کے ساتھ نکلا لیکن ان میں سے کوئی بھی واپس نہ آئے۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس ماہ کے پہلے دس دن بہت عظیم المرتبہ ہیں (اس لحاظ سے) کہ ہر دن کے روزے کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک سال کے روزوں کا ثواب عطاء فرماتے ہیں اور ہر رات کے قیام کا ثواب لیلۃ القدر کے قیام کے ثواب کے برابر بخشتے ہیں (سنن الترمذی ۳/ ۱۳۱) حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے فتح الباری، دار السلام ۲/ ۵۹۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے عشرہ ذی الحجہ کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

والذی یظهر ان السبب فی امتیاز عشر ذی الحجة اجتماع أمهات العبادة منه وهی الصلاة والصیام والصدقة والحج ولایتاتی ذالک فی غیره (فتح الباری ۲/ ٤٦٠) طبع السلفیه

ترجمہ:عشرہ ذی الحجہ کی امتیازی شان کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں بنیادی عبادات جو کہ نماز روزہ صدقہ اور حج ہیں وہ سب اکٹھی ہو جاتی ہیں اور انکے علاوہ کسی اور دن میں جمع نہیں ہوتیں۔

عشرہ ذی الحجہ میں کئے جانے والے اعمال

الذکر:

ان میں سب سے پہلا ذکر ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ان دنوں میں اپنے ذکر کا تزکرہ خصوصی طور پر قرآن پاک میں کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ (ویذکروا اسم الله فی ایام معلومات) سورۃ الحج الایۃ ۲۸۔

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ معلوم دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ ان معلوم دنوں سے مراد ذی الحجہ کے دس دن ہیں (صحیح بخاری مع الفتح ۲/ ۵۸۹ مطبوعہ دار السلام)

التکبیرات:

عشرہ ذی الحجہ اور تکبیرات

طبرانی میں جید سند سے حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

قال النبی ﷺ مامن ایام اعظم عند الله ولا احب إلی الله العمل فیهن من التسبیح والتحمد والتهلیل والتکبیر (المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۱/ ۱۱۱۱٦)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان دنوں سے کوئی دن اللہ کو یزادہ محبوب اور اللہ کے ہاں زیادہ بڑا نہیں ہے اس لئے ان دنوں میں کثرت سے سبحان اللہ اور الحمدللہ اور لا الہ الا اللہ اللہ اکبر کا ذکر کرو۔

اور عشرہ ذی الحجہ کے گنتی کے ان چند دنوں میں خاص طور پر ذکر الٰہی کا حکم وارد ہوا ہے۔ اللہ

> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جتنا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں (یعنی عشرہ ذی الحجہ) میں پسند ہے اتنا کسی دن میں پسند نہیں۔سوال کیا گیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں الا یہ کہ کوئی شخص اللہ کی راہ میں جان و مال کے ساتھ شہید ہو جائے (یعنی کوئی چیز واپس نہ آئے)

تعالی فرماتے ہیں (واذکروا اللہ فی ایام معدودات)

اور باقی دنوں میں بالعموم اور نماز کے بعد بالخصوص تکبیریں پڑھنا سنت ہے۔ ایام معدودات میں بڑا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ

یبداء بالتکبیر من صلوۃ الصبح یوم عرفۃ ویختم بہ بعد صلوۃ العصر من اخر ایام التشریق۔

کہ عرفہ کی صبح سے تکبیریں کہنا شروع کرے اور آخری یوم تشریق کی عصر کو ختم کردے ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

تکبیرات کے الفاظ:

اللہ اکبر ، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ، اللہ اکبر وللہ الحمد۔

لہٰذا ان دنوں میں اپنی زبان ذکر الٰہی سے تر رکھنا چاہیے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما ذی الحجہ کے دس دنوں میں جب بازار جاتے تو تکبیر کہتے ہوئے جاتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہتے (تیسیر الباری ۱/۵۹۲)

اور حضرت سعید بن جبیر کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ (کان سعید بن جبیر اذا دخل ایام العشر اجتہد اجتہادا حتی ما یکاد یقدر علیہ (سنن الدارمی ۲/۴۱)

جب عشرہ ذی الحجہ داخل ہوجاتا تو حضرت سعید بن جبیر اپنی پوری کوشش کے ساتھ عبادت کرتے۔

روزے

عشرہ ذی الحجۃ کے روزے

روزوں کے متعلق: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چار چیزیں کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

(۱) دسویں محرم کا روزہ

(۲) عشرہ ذی الحجہ کے روزے

(۳) ہر ماہ کے تین روزے

(۴) نماز فجر کی دو سنتیں

(سنن النسائی مترجم: ۲/۱۱۱)

اور ابوداؤد میں بھی روزوں کے متعلق حدیث آتی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (مامن ایام الدنیا ایام احب الی اللہ سبحانہ ان یتعبد لہ فیہا من ایام العشر وان صام یوم فیہا لیعدل صیام سنۃ

دنیا کے کسی دن میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا ان دس دنوں میں ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے (سنن ابن ماجہ ۱/۵۵۱)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ان دنوں میں روزہ رکھنا بھی بہت بڑی اہمیت کا حامل ہے لہٰذا آدمی کو چاہئے کہ اس عمل کو کرنے کی بھی کوشش کرے تاکہ ان کے ثواب سے بھی محروم نہ رہے کیونکہ ذی الحجہ کا اول عشرہ مسلمانوں کیلئے خدا کی خوشنودی اور رحمت کا پیغام ہے اس میں ہر عبادت کا ثواب دیگر ایام کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔

عشرہ ذی الحجۃ میں حجامت اور ناخن تراشنے کا حکم

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس کے پاس قربانی کا جانور ہو ذبح کرنے کیلئے اور ذی الحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ تراشے جب تک قربانی نہ کرلے (صحیح مسلم شریف ۵/۲۲۵ مترجم)

اور ابن ماجہ میں بھی اسی طرح کی ایک ملتی جلتی حدیث ہے الفاظ یہ ہیں:

فلا یقربن لہ شعرا ولا ظفرا

اپنے بال اور ناخن نہ کتروائے (سنن ابن ماجہ ۲/۱۰۵۲)

اور اسی طرح وہ لوگ جو تنگ دستی کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکتے مگر ان میں عمل صالح کا جذبہ ضرور ہوتا ہے تو ان کو چاہئے کہ قربانی کرنے والوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرنے کیلئے حجامت وغیرہ نہ بنوائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو جس کے پاس قربانی کیلئے جانور نہیں تھا تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بال اور ناخن وغیرہ عید کے بعد اتار۔

فتلک تمام اضحیتک عند اللہ

بس یہی تیری قربانی ہے اللہ کے ہاں (سنن ابی داؤد ۲/۲۹۸ بیروت)

اس پر شاہد کے طور پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک اثر بھی ہے کہ آپ ایک عورت کے پاس سے گزرے وہ اپنے بیٹے کی حجامت بنا رہی تھی تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا اگر تو اس کی حجامت کو قربانی تک موخر کر دیتی تو بہتر ہوتا۔ الفاظ یہ ہیں (قال نافع اتی ابن عمر مر بامرۃ تاخذ شعرا من ابنہا فقال لو اخرتیہ الی یوم النحر کان احسن۔ المستدرک علی الصحیحین فی الحدیث ۲۲۱/۴ طبع ریاض)

لہٰذا ابوداؤد کی روایت اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس اثر سے ثابت یہ ہوا کہ اگر قربانی کیا

ستطاعت نہ رکھنے والا آدمی قربانی رکھنے والے کے ساتھ مماثلت اختیار کرتے ہوئے عشرہ ذی الحجہ میں حجامت وغیرہ سے اجتناب کرے تو زیادہ بہتر ہے۔

عرفہ کا روزہ اور اس کا اجروثواب:

یہ روزہ ان حضرات کیلئے ہے کہ جولوگ عرفہ میں (حج کیلئے میدان عرفات میں) شامل نہیں۔

کی ایک زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا

كان رسول الله ﷺ (يصوم تسع ذي الحجة ويوم عاشوراء وثلاثة ايام من كل شهر (سنن ابي داؤد تحقيق محمد عبدالعزيز الخالدي

قربانی میں صرف مسنہ (دودانت) جانور ذبح کرنا چاہئے اگر دودانت نہ ملے تو بھیڑ کا جذعہ (کھیرا) ذبح کیا جا سکتا ہے لیکن یہ صرف دینے، چھترے کیلئے ہے بکرے اور گائے اور یا اونٹ میں کسی بھی حالت میں کھیرے جانور کی قربانی کرنے کی گنجائش نہیں ہے

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

سئل رسول الله ﷺ عن صوم يوم عرفه فقال يكفر السنة الماضية والباقية (صحيح مسلم شريف (بيروت) ٨١٩/٢)

رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا گذشتہ اور آئندہ سال کے گناہ دور کردیتا ہے۔

ابن ماجہ میں بھی ایک روایت ان الفاظ سے آتی ہے کہ:

من صام يوم عرفه غفرله سنة امامه وسنة بعده

جو کوئی عرفہ کے دن کا روزہ رکھے اس کے ایک سال آگے اور ایک سال پیچھے کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں (سنن ابن ماجہ ۵۵۱/۱)

اور رسول اللہ ﷺ خود بھی اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ امام ابوداؤد اور نسائی نے نبی اکرم

(۱۹۴/۲

اور نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں اس دن کا روزہ نہیں رکھا۔ امام بخاری نے حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ:

ان ناسا اختلفوا عندها يوم عرفة في صوم النبي ﷺ فقال بعضهم هو صائم وقال بعضهم ليس بصائم فارسلت اليه بقدح لبن وهو واقف على بعيره فشربه (صحيح بخاري مع الفتح ٣٠٠/٤)

حضرت ام فضل کے پاس کچھ لوگوں نے عرفہ کے دن نبی اکرم ﷺ کے روزے کے بارے میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ آپ روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ روزے سے نہیں ہیں تو میں نے آپ کے پاس دودھ کا پیالہ بھیجا اور آپ اپنی سواری پر تھے آپ نے وہ پیالہ پی لیا تو اس سے

ثابت ہوا کہ آپ عرفہ کے دن عرفات میں روزہ سے نہیں تھے۔

اسی طرح خلفاء ثلاثۃ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی حج کے موقع پر اس دن کا روزہ نہیں رکھا۔ امام ترمذی اور امام عبدالرزاق نے ابی نجیح سے روایت کی ہے کہ عرفہ کے روزے کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا

حججت مع النبي ﷺ فلم يصمه ومع ابي بكر رضي الله عنه لم يصمه ومع عمر رضي الله عنه فلم يصمه ومع عثمان رضي الله عنه فلم يصمه وانا لا اصوم ولا آمر به ولا انهى عنه (جامع الترمذي ١٢٥/٣، دارالفكر تحقيق احمد شاكر)

ترجمہ: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج کیا آپ نے اس دن کا روزہ نہ رکھا اور نہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حج کیا انہوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا انہوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا انہوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں بھی حج کے موقعہ پر یہ روزہ نہیں رکھتا اور حج کے دوران اس کے رکھنے کا حکم بھی نہیں دیتا اور نہ روکتا ہوں۔

ان احادیث اور آثار سے ثابت ہوا کہ عرفہ کا روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ کہ مسلمانوں کیلئے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے اسباب ہیں ان سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

عشرہ ذی الحجۃ میں حج

جیسا عظیم عمل:

ارکان اسلام کا ایک رکن اور اسلامی شعار حج بھی انہیں انہیں دس دنوں کا ایک حصہ ہے۔ جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(الحج عرفة) (سنن ابی داؤد ۲/۶۱، بیروت)

اور اس موقع کی کی ہوئی دعا کے متعلق آپ نے فرمایا

(خیر الدعاء دعاء یوم عرفة)

کہ بہترین دعا عرفہ کی دعا ہے اور یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اسلام کو مکمل فرمایا اور یہ آیت کریمہ

(الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا) نازل ہوئی المائدہ آیت نمبر ۳)

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک یہودی شخص نے ان سے کہا (یا امیر المومنین ایة فی کتابکم تقرءونها لو علینا معشر الیهود نزلت لاتخذنا ذالک الیوم عیدا) اے امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جس کو تم پڑھتے ہو اگر ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید کا دن بنا لیتے۔

امیر المومنین نے دریافت کیا کہ وہ کونسی آیت ہے تو اس نے مذکورہ بالا آیت پڑھ کر سنائی اس کا معنی ہے کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت (اسلام) کو تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

(قد عرفنا ذالک الیوم والمکان الذی نزلت فیه علیه النبی ﷺ وهو قائم بعرفة یوم جمعة) (صحیح بخاری مع الفتح ۱/۱۴۱ حدیث رقم ۴۵)

اور عرفہ وہ عظیم دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ لوگوں کو جہنم کی آگ سے (دوسرے سال کے دنوں کی نسبت) زیادہ آزادی عطاء فرماتے ہیں۔

ام سلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(ما من یوم اکثر من ان یعتق الله فیه عبدا من النار من یوم عرفة (صحیح مسلم شریف: ۲/۹۸۳، بیروت)

کوئی دن ایسا نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ عرفات کے دن سے زیادہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو۔ عرفہ کا دن حجاج کیلئے بہت بڑا عظمت والا دن ہے جو حجاج کرام حج کیلئے جا رہے ہیں اس دن کو ضائع نہ کریں کثرت سے اللہ کے حضور اپنی دعاؤں کا نذرانہ پیش کریں اور اللہ کی جہنم سے آزادی کا سوال کریں اور رب العزت سے امن و سلامتی کی درخواست کریں اور اسلام کے غلبہ اور کفر کے خاتمے کیلئے دعائیں کریں کیونکہ یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا دن ہے۔

عشرہ ذی الحجہ کا آخری اور عظیم عمل قربانی:

رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے متعلق فرمایا:

من کان له سعة ولم یضح فلا یقربن مصلانا (سنن ابن ماجه (دار التراث) ۲/۱۰۴۴)

یعنی جو شخص قربانی کر سکتا ہے پھر بھی نہیں کرتا وہ ہمارے ساتھ عیدگاہ میں نہ آئے۔

قربانی کی فضیلت:

اسلام کے ہر عمل میں خلوص نیت شرط ہے اگر نیت مخلص ہے تو قربانی بہت بڑا اجر و ثواب کا عمل ہے فرمایا:

بکل شعرة حسنة

یعنی قربانی کے جانور کے ہر ہر بال اور ہر ہر روئیں کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

اور فرمایا

(ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی الله من اهراق الدم (سنن ابن ماجه ۲/۱۰۴۵)

یعنی قربانی ذبح کرنے سے زیادہ اس دن کوئی عمل اللہ کو محبوب اور پیارا نہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول

قربانی نماز عید ادا کرنے کے بعد ہی کی جا سکتی ہے اس میں شہری اور دیہاتی
کی کوئی تقسیم نہیں ہے جو لوگ یہ تقسیم کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت
کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے جو شخص نماز عید سے قبل
قربانی ذبح کر دیتا ہے اس کی قربانی نہیں ہوتی اس کو دوبارہ قربانی کرنی چاہئے

ﷺ

ماھذہ الاضاحی؟

یہ قربانیاں کیسی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

سنة ابیکم ابراھیم۔

یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے:

قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہئے؟

قربانی کا جانور تمام عیبوں سے سالم فربہ اور تندرست ہونا چاہئے جو جانور لنگڑا یا کان کٹا ہو اس کے کان کٹے یا اوپر نیچے سے چیرے ہوئے ہوں یا سینگ ٹوٹی ہوئی ہو یا بہت دبلا ہو تو ایسا جانور قربانی کیلئے خریدنا نہ چاہئے (سنن ابی داؤد ۳/۳۰۲ بیروت)

اگر قربانی کا جانور صحیح سالم لایا گیا ہو بعد میں کوئی نقصان پہنچ جائے تو کچھ حرج نہیں اس کی قربانی جائز ہے حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے قربانی کیلئے ایک مینڈھا خریدا اس پر بھیڑیے نے حملہ کیا اس کی ایک ٹانگ کا گوشت کھالیا تو نبی اکرم سے مسئلہ پوچھا کہ اس کی قربانی درست ہوگی یا نہیں حضور نے فرمایا: ضح بہ

یعنی تم اس کی قربانی کرو (نیل الاوطار ۲۰۷/۶ طبع ادارة الطباعة المینریه)

اسی طرح اگر قربانی کا جانور خرید لیا جائے پھر اس کو بیچنا اور اس کی جگہ اور دوسرا جانور خریدنا اس سے منع فرمایا ہے جو جانور لے لیا گیا ہے اسی کو قربان کیا جائے اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ابوداؤد میں موجود ہے۔

قربانی والے جانور کی عمر:

اس کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں

لاتذبحوا الامسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان (صحیح مسلم شریف ۳/۱۵۵۵ بیروت)

یعنی قربانی میں صرف مسنہ ہی جانور ذبح کیا کرو اگر مسنہ نہ ملے تو بھیڑ کا جذعہ ذبح کرو۔ جذعہ (یعنی کھیرا) اور مسنہ کے معنی ہیں دو دانت والا یعنی اس کے سامنے والے دو دانت گر کر دوبارہ نکلے ہوں۔

بهترین قربانی:

اس کے متعلق فرمایا:

ان افضل الضحایا اغلاھا واسمنھا

یعنی بہترین قربانی اس جانور کی ہے جو سب سے جانوروں میں قیمتی اور موٹا ہو۔ (منتخب کنزالاعمال ۲/۴۲۹)

قربانی کرنے کا وقت:

حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی ذبح کر دی ہو اسے دوبارہ کرنی چاہئے (صحیح مسلم شریف ۳/۱۵۵۱، بیروت)

اور صحیح بخاری میں ہے کہ جس شخص نے نماز عید سے قبل ہی قربانی ذبح کر دی وہ اس کے اپنے ہی نفس کیلئے ہے یعنی قربانی کے اجر وثواب سے وہ محروم ہے۔ اور جس نے نماز کے بعد قربانی ذبح کی اس نے اپنی قربانی پوری کر لی اور مسلمانوں کے طریق کو اس نے پالیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ عیدگاہ میں جانے سے پہلے کچھ نہیں کھانا چاہئے عید کے بعد گوشت بنا کر اس سے کھانا کھانا چاہئے۔

عید کیلئے نکلنا

عید کے دن صبح سورج نکلتے ہی مسلمان مرد اور عورتیں بچے نہا دھو کر اچھا لباس پہن کر جو میسر ہو خوشبو لگا کر (؟) شریعت ہو پڑھ کر ... بچے اور عورتیں باپردہ ہو کر سب تکبیرات کہتے ہوئے عیدگاہ کی طرف پیدل نکلیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

ان النبی ﷺ کان یخرج بناته ونسائه فی العیدین (سنن ابن ماجه ۱۵۱/۱)

اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ عشرہ ذی الحجہ کے متعلق جو لکھا ہے اس پر ہمیں صحیح طور پر عمل کی توفیق عطا فرمائے طوالت کی بنا پر کئی ایک چیزیں اور مسائل نہیں لکھے گئے لہذا عوام الناس انکو اپنے مقامی علماء سے پوچھ سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت صحیح دین کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وصلی اللہ علی نبی الامی وعلی ازواجه الطیبات الطاھرات وعلی آله واصحابه ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

پروفیسر احمد ساقی فیصل آباد منتقل ہوگئے

جماعت کے معروف سکالر پروفیسر احمد ساقی اوکاڑہ سے فیصل آباد منتقل ہوگئے ہیں۔ وہ گورنمنٹ ایجوکیشن کالج سمن آباد میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئے ہیں۔ ان کے رابطہ نمبرز درج ذیل ہیں:

گھر: 041-668289

کالج: 041-9200532